اخبار امت

الجزائر: ہاں یہ قتل ہم نے کیے!

مسلم سجاد

برادر مسلم ممالک الجزائر میں بے گناہ اور معصوم بچوں' عورتوں اور مردوں کا قتل عام جاری ہے۔ کسی علاقے میں کچھ مسلح گروہ داخل ہوتے ہیں اور کلہاڑیوں اور چھروں سے پورے علاقے کو مقتل بنا دیتے ہیں' بچوں کے سر دیوار پر دے مارتے ہیں اور خواتین کی آبروریزی کرتے ہیں۔ گھر کے گھر اجڑ جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں ایک ہزار سے زیادہ افراد قتل ہو چکے ہیں۔ یہ سلسلہ ۵ سال قبل اسلامی فرنٹ کو انتخابات میں کامیابی کے پھل سے محروم کر کے فوج کے برسراقتدار آنے کے بعد شروع ہوا ہے اور اب تک اندازوں کے مطابق ایک لاکھ شہری مارے جا چکے ہیں۔ حکومت انتہائی ڈھٹائی سے اس کا الزام بنیاد پرستوں کی دہشت گردی پر رکھتی ہے' جبکہ جن علاقوں میں یہ بہیمانہ کارروائیاں ہوتی ہیں' فرنٹ کے حامیوں کے ہوتے ہیں۔ دارالحکومت کے قریب کے علاقوں میں اور فوجی بیرکوں کے نزدیک قاتل کام کر کے چلے جاتے ہیں' نہ کوئی مجرم پکڑا جاتا ہے' نہ آج تک کسی کو سزا ہوئی ہے۔ یہ سلسلہ جاری تھا۔ انسانی حقوق کی کسی بین الاقوامی انجمن کو اس پر توجہ کی توفیق نہ ہوئی' نہ کسی مسلم تنظیم نے حقائق جاننے کی کوشش کی' لیکن اب کچھ عرصے سے یہ صورت حال بین الاقوامی خبروں کا موضوع بن گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے دلچسپی لی' بیان آئے' برطانیہ اور یورپی برادری نے تحقیقاتی مشن بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ بھی اس لیے ہے کہ امریکہ' الجزائر میں فرانس کے بجائے اپنے اثرات قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے قتل عام کے حقائق عالمی میڈیا پر آنے شروع ہوئے ہیں۔ مسلم ممالک کی حکومتیں تو شاید اپنے گھروں کی طرف دیکھتی ہیں تو خاموشی ہی کو بھلا سمجھتی ہیں کہ ایک دوسرے کے معاملات میں یہ دلچسپی' خود اپنے دامن تک نہ پہنچ جائے۔ صرف ایران کے صدر خاتمی نے کھل کر الجزائر کی حکومت کو متنبہ کیا ہے۔

نیوز ویک (۱۸ جنوری ۹۸) نے ایک الجزائری کالم نگار یاسر بن مولود کے مضمون پر کیا خوب عنوان لگایا ہے: It is the Generals, Stupid۔ یعنی کمال درجے کے احمق ہو کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ سارا کھیل جنرلوں کا ہے۔ فوج نوآبادیاتی دور کی' سفاک اور اپنے عوام کو حقارت کی نظروں سے دیکھنے والی ہے۔ قتل عام کے بعد گاؤں کے گاؤں خالی ہو جاتے ہیں اور زمینیں فوجی جنرلوں کی ملکیت میں آ جاتی ہیں۔ تیل کے

چشمے صحرا کے قریب ہیں، وہاں کوئی دہشت گردی نہیں ہو سکتی۔ اس سے خزانے میں آمدنی جاری ہے۔ کالم نگار لکھتا ہے کہ امریکہ چاہتا تو مافیا طرز کی حکومت نے جو انتخابی فراڈ کیے، ان کے خلاف میدان میں آ جاتا لیکن اس نے سب کچھ ہونے دیا ہے۔ اب بھی وہ بس حکومت کو ملزم قرار دے رہے ہیں، قتل عام جاری ہے، یہ جاری رہے گا، جس طرح بین الاقوامی منافقت جاری ہے۔

حقائق کیا ہیں؟ اب پردہ اٹھنا شروع ہوا ہے۔ آج کی دنیا میں حقائق کو جاننا ایسا مشکل بھی نہیں کہ بڑی طاقتوں کی دلچسپی کے بغیر، مسلمانان الجزائر کے پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے بھائی ان پر پڑنے والی بپتا کو نہ جان سکتے، لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ ہم کو بھی مغربی ذرائع سے ہی اطلاعات مل رہی ہیں۔

برطانیہ کے اخبار دی آبزورور کی ۱۱ جنوری ۹۸ کی اشاعت میں جان سوینی نے دو ایسے افراد کے انٹرویو شائع کیے ہیں جنھوں نے حکومت کے کارندوں کی حیثیت سے الجزائر میں قتل عام میں حصہ لیا ہے، بھاگ کر برطانیہ آئے ہیں۔ وہ اب اعتراف جرم کرتے ہیں۔ انھیں کس چیز نے اس طرح کی کارروائی میں حصہ لینے پر مجبور کیا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم حکم نہ مانتے تو ہمیں خود قتل ہونا پڑتا، ہمارے اہل خاندان کی بھی خیر نہ تھی۔

نیم فوجی تنظیم کے اس اہلکار نے گذشتہ سال ۱۰ اکتوبر کے قتل عام کے بارے میں بتایا: "ہم ۱۸ گاڑیوں میں تھے، ہر گاڑی میں ۴ سپاہی۔ ہم رات ڈیڑھ بجے اپنے پولیس اسٹیشن سے روانہ ہوئے جو مرکزی الجزائر میں شہر قصبہ سے ۳ میل دور واقع ہے۔ ہم پون گھنٹے میں مضافات کے علاقے راس جندوو پہنچ گئے۔ جو مکان ہدف تھا ہم اس کے قریب پہنچ کر رک گئے اور ملٹری سیکورٹی کی اسپیشل فورسز کا انتظار کیا۔ جیسے ہی وہ پہنچے ہم میں سے ایک نے علاقے کی بجلی کی فراہمی منقطع کر دی جس سے ۲۰، ۳۰ مکان مکمل اندھیرے میں آ گئے۔ بجلی کاٹنا ہمارا کام ہوتا ہے۔ ہمارے لیے واضح احکامات تھے۔ ہمیں آس پاس کے علاقے پر نظر رکھنا تھی اور احکامات کے بغیر کارروائی نہیں کرنا تھی۔ ملٹری سیکیورٹی کے سپاہی دو گھنٹے سے کچھ کم یا زیادہ وقت میں واپس آئے۔ جب وہ چلے گئے تو ہم جگہ صاف کرنے گئے۔ دو خاندانوں کی سولہ لاشیں تھیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے مردوں، عورتوں اور بچوں کی لاشیں دیکھیں، ایک تو بالکل ننھا بچہ تھا--- سب کے گلے کٹے ہوئے تھے۔ میں بتا نہیں سکتا کہ کیا منظر تھا!"

الجزائر میں قتل عام کون کر رہا ہے؟ دونوں اہلکار ایک ساتھ بول پڑے: "یہ ہم کر رہے ہیں"۔ دونوں کی شہادت الجزائری حکومت کے اس سرکاری موقف کو ختم کر کے رکھ دیتی ہے کہ مسلمان بنیاد پرست اس قتل عام کے ذمہ دار ہیں۔ دونوں نے تفصیلی شہادت فراہم کی کہ کس طرح ریاست منظم جنگی انداز سے خود ڈیتھ اسکواڈ کے ذریعے قتل، حکومت کے مخالفوں پر بدترین ٹارچر، جاسوسی، "مشکل" صحافیوں کے قتل اور بعض مقبول فن کاروں کے قتل (تاکہ اسلامسٹوں کو بدنام کیا جا سکے) میں ملوث ہے۔

"اینڈریو" نے بتایا کہ ۱۹۸۷ میں پولیس میں آنے سے یہاں آنے تک، میں نے ہر کام کیا ہے، قتل، ٹارچر۔ میں نے ٹارچر دیکھا ہے اور کیا بھی ہے۔ میں نے سب سے پہلے ۱۹۹۲ میں ٹارچر دیکھا جب ہم نے

اسلامک فرنٹ کے ایک سرگرم کارکن کو گرفتار کیا۔ فوجی حکام نے مجھ سے کہا: "تم آکر دیکھ سکتے ہو، اگر تم دیکھ سکو تو"۔ (پھر ٹارچر کا بیان ہے جو یہاں نقل کرنے کا یارا نہیں ہے)

الجزائری حکومت ٹارچر کی ان کارروائیوں کی تردید کرتی ہے لیکن ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دوسرے بین الاقوامی اداروں کا کہنا ہے کہ یہ منظم طور پر ہو رہا ہے اور ان کے پاس ایک کے بعد ایک کیس کی رپورٹیں ہیں جن میں تفصیل سے ٹارچر کا بیان کیا گیا ہے۔

"رابرٹ" نے قتل کے دو بڑے واقعات میں اپنا حصہ بیان کیا۔ ۱۹۹۴ میں عین دیلا کے پہاڑی علاقے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہاں اسلامسٹوں کا ایک گروپ سرگرم ہے۔ وہاں لوگ سادہ زندگی گزارتے ہیں، بہت غریب ہیں۔ ہم نے حکم ملنے پر گاؤں پر کلاشنکوف سے فائرنگ شروع کر دی۔ جواب میں کوئی فائرنگ نہ ہوئی۔ جب فائرنگ روکنے کا حکم ہوا تو ہم گاؤں کے اندر گئے۔ وہاں صرف عورتوں اور بچوں کی لاشیں تھیں۔

دوسرا واقعہ ۱۹۹۵ کے آخر میں لاربا میں پیش آیا۔ ہم سے کہا گیا کہ ملٹری سیکیورٹی کا انتظار کریں۔ وہ آئے تو انھوں نے اسلامسٹوں کے سے ڈھیلے پتلون پہن رکھے تھے، نقلی ڈاڑھیاں لگا رکھی تھیں۔ ان کے افسر نے ہم سے کہا کہ گھیرا ڈال کر انتظار کریں۔ دو گھنٹے بعد وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے واپس آئے۔ پھر ہم اندر گئے۔ ہم نے جو کچھ دیکھا، یقین نہ کر سکتے تھے۔ عورتیں، بچے سب ذبح ہوئے پڑے تھے۔ اتنی زیادہ تعداد میں، کہ گنے نہ جا سکتے تھے۔ میں نے ہر گھر میں کٹے ہوئے گلے اور سر جسم سے جدا دیکھے۔ میرے ذہن میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کرنے والے ملٹری سیکیورٹی کے افراد تھے"۔

اینڈریو کا ایک کام صحافیوں کی نگرانی تھا تاکہ وہ حکومت پر تنقید نہ کریں۔ اینڈریو کا کہنا ہے کہ جو صحافی لائن کے مطابق نہ چلتے تھے، قتل کر دیے جاتے تھے اور الزام اسلامسٹوں پر رکھ دیا جاتا تھا۔ اس نے بتایا:

"میرا ایک چچازاد بھائی صلاح بن شہرا ے پی ایس کا رپورٹر تھا۔ جب وہ تیونس میں تھا، اس نے حکومت کے خلاف کچھ لکھا۔ یہ کیس میرے پاس تھا۔ میں نے اس کے جملے نوٹ کیے جو آر بی کے (RBK) فائل میں چلے گئے۔ صحافیوں پر سب رپورٹیں اس فائل میں جاتی ہیں۔ یہ پولیس کے سربراہ کے پاس چلی جاتی تھیں جو وزارت داخلہ کو بھیج دیتا تھا۔ بن شہر کو ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۴ کو جنوبی قصبہ بوفارق میں اس وقت قتل کر دیا گیا جب وہ کام سے واپس آ رہا تھا۔ کسی نے ذمہ داری قبول نہ کی۔ ایک امریکی رپورٹ کے مطابق یہ کام مسلح اسلامی جنگجوؤں کا سمجھا گیا لیکن اینڈریو نے کہا: "میں جانتا ہوں اسے کس نے قتل کیا۔ یہ ہمارے ساتھی تھے"۔

دونوں کا کہنا ہے اگر کوئی تحقیقاتی مشن الجزائر جائے تو ٹارچر کی ان جگہوں (complexes) کا ضرور معائنہ کرے: ۱۔ شناف بیرکوں کا تہہ خانہ، ۲۔ بن اخنون چڑیا گھر میں تہہ خانہ، ۳۔ بن میسوس کا ٹارچر ہاؤس، ۴۔ پولیس ہیڈ آفس کا تہہ خانہ۔